اکائی-IV

اسٹیج اور ڈراما

© NCERT not to be republished

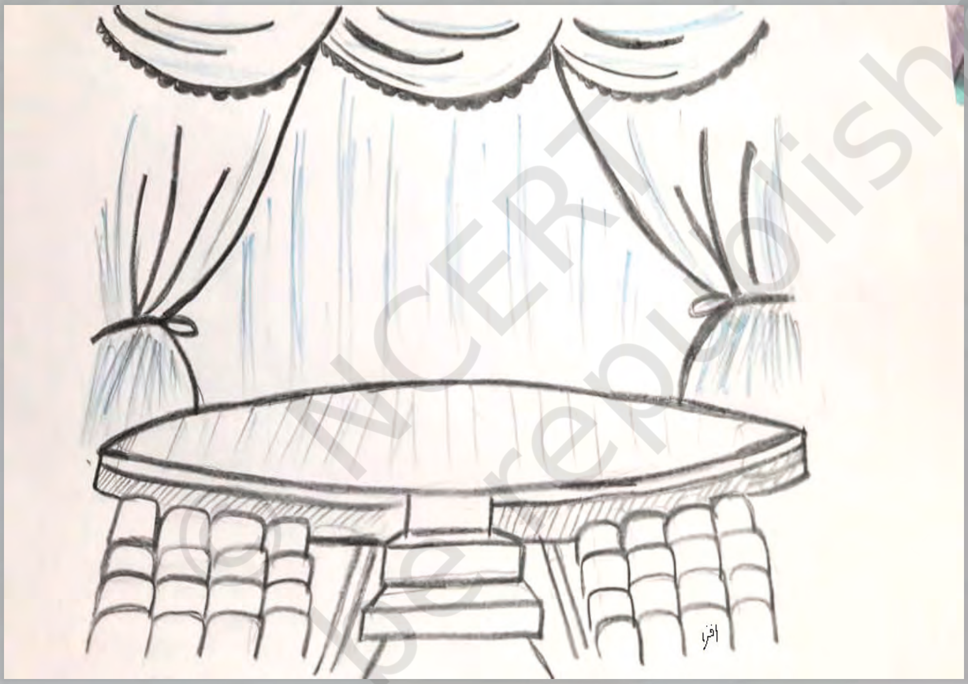

© NCERT
not to be republished

فہرست

باب 1: اسٹیج		**125**
1.1	تعارف	125
1.2	اسٹیج پر پیش کیے جانے والے پروگرام	126
1.2.1	تقریر	126
1.2.2	مباحثہ	128
1.2.3	مشاعرہ	130
1.2.3.1	تمثیلی مشاعرہ	131
1.2.4	بیت بازی	132
1.2.5	دیگر مظاہرہ جاتی فنون	133
باب 2: ڈراما		**134**
2.1	تعارف	134
2.2	ڈرامے کے اجزائے ترکیبی	134
2.3	اسٹیج ڈرامے کی پیشکش	136
2.4	ریڈیو ڈراما	138
2.5	ٹیلی ویژن ڈراما	139
2.6	نکڑ ناٹک	141
2.7	مونو ایکٹنگ	142
2.8	مائم	143

© NCERT not to be republished

5194CH04

اسٹیج اور ڈراما

اظہار کی ایک بے حد اہم صورت یہ بھی ہے کہ اپنی زبانی، تحریری اور جسمانی صلاحیتوں کا بیک وقت مظاہرہ کیا جائے۔ اس طرح کا مظاہرہ شائقین اور سامعین کی ایک بڑی تعداد کے سامنے کیا جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسٹیج پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے جاتے ہیں۔ اسکول میں بہت سے ایسے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں جن میں طلبا کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ اس طرح کے مختلف تعلیمی اور ادبی مقابلے کرائے جاتے ہیں جن میں طلبا کو ایک دوسرے کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ کہیں تقریری مقابلے ہوتے ہیں، کبھی مباحثہ منعقد کیا جاتا ہے، کبھی مشاعرے میں اشعار کی پیشکش کا موقع ملتا ہے اور کہیں بیت بازی میں شعروں کے اپنے حافظے اور ادائیگی کے بہتر انداز کے اظہار کا موقع میسر آتا ہے۔ اس اکائی میں اظہار کے ان سبھی پیرایوں پر گفتگو کی گئی ہے۔

ڈراما ایک ایسی صنف ہے جس میں کر کے دکھانے کا موقع ملتا ہے۔ اداکاری، مکالموں کی ادائیگی، چہرے کے تاثرات، آواز کا اتار چڑھاؤ یہ سب وہ نکات ہیں جن کے ذریعے انسانی اظہار کی صلاحیت کو جلا ملتی ہے۔ ڈرامے کی پیشکش اسٹیج پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی ایسے وسیلے ہیں جن پر ڈرامے نشر کیے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی نکڑ ناٹک اور مونو ایکٹنگ بھی ڈرامائی اظہار کے اہم پیرایے ہیں۔ اس اکائی میں سبھی عنوانات زیر بحث آئے ہیں۔

© NCERT not to be republished

باب 1

اسٹیج

1.1 تعارف

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ زمین سے دو تین فٹ اونچی جگہ کو اسٹیج کہتے ہیں۔ یہاں مختلف فن کار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسٹیج ایک ایسی مرکزی جگہ پر ہوتا ہے جہاں سے شائقین یا ناظرین فن کی پیشکش کا نظارہ آسانی سے کر سکیں۔ اسٹیج پر ہر قسم کے فن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس میں رقص و موسیقی، تقریری مقابلے، مباحثے، غزل خوانی، نظم سرائی، کوئز مقابلے، بیت بازی اور دیگر تمام مظاہرہ جاتی فنون شامل ہیں۔ ڈرامے کا اسٹیج سے خصوصی تعلق ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اسٹیج کا تصور ڈرامے ہی کی دین ہے۔ ڈراما کرکے دکھانے کا فن ہے اور کرکے دکھانے کے لیے اسٹیج کا ہونا ضروری ہے۔ حالاں کہ نکڑ ناٹک کھیلتے ہوئے روایتی اسٹیج کی ضرورت پیش نہیں آتی، البتہ اسٹیج کو ڈرامے کا لازمی حصّہ مانا جاتا ہے۔ ابتدائی زمانے میں کسی اونچی چٹان کو اسٹیج کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ چوں کہ یہ اسٹیج کھلی جگہ پر ہوا کرتا تھا اس لیے یہاں اداکاروں کو اونچی آواز میں مکالمہ ادا کرنا پڑتا تھا۔

انیسویں صدی میں اسٹیج کی جدید کاری کا سلسلہ تو شروع ہو گیا لیکن آج جیسے جدید آلات میسر نہ تھے۔ لہٰذا اس دور میں بھی اداکاروں کو زور سے مکالمہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ انیسویں صدی کے نصف آخر کے اسٹیج اور ڈراموں کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان ڈراموں کے لیے مکالمہ لکھتے وقت ایسے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جسے بہ آسانی بلند آواز میں ادا کیا جا سکے۔

اسٹیج کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کی ایک جانب ہی ناظرین کے بیٹھنے کی گنجائش ہو بلکہ ایسے اسٹیج کا تصور موجود ہے جس میں تین جانب یا چاروں طرف ناظرین بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر ڈرامے دیکھتے ہیں۔ ایپک تھیٹر، وال تھیٹر اور نکڑ ناٹک کی پیشکش اس کی مثالیں ہیں۔ اپٹا *(Indian Peoples Theatre Association : IPTA)* کے عروج کے زمانے میں تو ٹرک کو بھی اسٹیج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

جب ہم جدید اسٹیج پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے تکنیکی سطح پر اس قدر آراستہ کر دیا گیا ہے کہ اداکاروں کی سرگوشی بھی ہال کی آخری نشست پر بیٹھے ناظرین کو صاف سنائی دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پردے اور روشنی کے استعمال کے لیے بھی سہولیات میسر ہیں۔ موجودہ اسٹیج میں پروسینیم یعنی سامنے کے پردے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پردہ ڈراما شروع ہونے سے پہلے اداکار اور ناظرین کے درمیان حائل رہتا ہے۔ پارسی تھیٹر کے زمانے

© NCERT not to be republished

میں پردے کا استعمال دو طرح سے کیا جاتا تھا۔ایک تو ناظرین اور اداکاروں کو الگ کرنے کے لیے اور دوسرا اسٹیج کو مختلف مناظر میں تقسیم کرنے کی غرض سے مختلف حصوں میں بانٹنے کے لیے۔اس دور میں ہر پردے پر منظر کی مناسبت سے مصوری کی جاتی تھی۔ایک منظر کو اسٹیج پر پیش کرنے کے بعد دوسرے منظر کے لیے دوسرا پردہ اٹھایا جاتا تھا اور اس طرح ایکٹ کے تمام مناظر پیش کرنے کے بعد آگے کا پردہ گرا دیا جاتا تھا اور کوئی مزاحیہ منظر پیش کیا جاتا تھا۔اتنی دیر میں آنے والے مناظر کی مناسبت سے اسٹیج کے مختلف حصوں میں ساز و سامان رکھ دیے جاتے تھے۔اس لیے پارسی

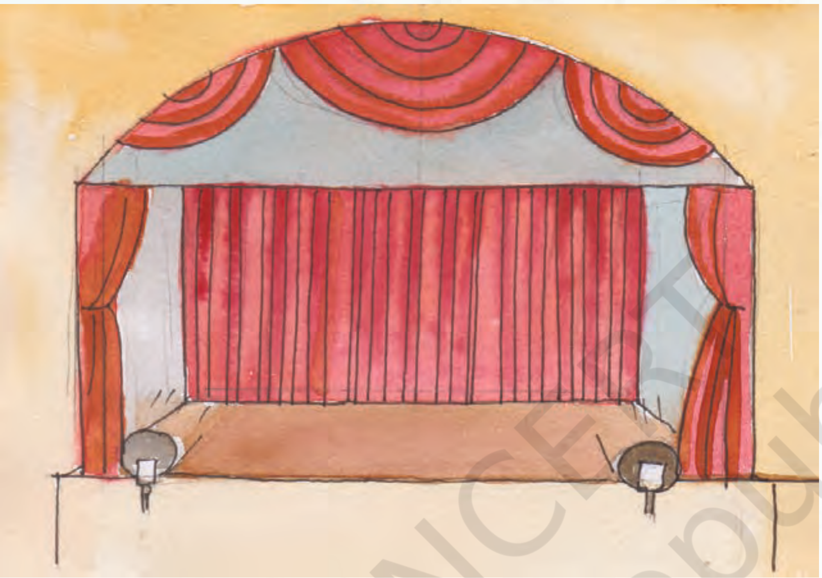

تھیٹر کے ڈراموں میں ہر ایکٹ میں 'پہلا منظر'، 'دوسرا منظر' کے بجائے 'پہلا پردہ'، 'دوسرا پردہ' وغیرہ کے تحت منظر کو تقسیم کیا جاتا تھا۔اُس دور میں شائع شدہ ڈراموں میں بھی یہی اصول نظر آتا ہے۔لیکن اب یہ سہولت میسر ہے کہ روشنی کی مدد سے اسٹیج کو چھوٹے بڑے مختلف حصوں میں بہ آسانی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1.2 اسٹیج پر پیش کیے جانے والے پروگرام

اسٹیج کی دنیا بے حد مقبول ہے۔ یہاں فن کاروں اور طالب علموں کو اپنی صلاحیتوں کے براہِ راست مظاہرے کا موقع ملتا ہے۔تقریر، مباحثہ، بیت بازی اور دیگر مقابلہ جاتی پروگرام اسٹیج پر ہی پیش کیے جاتے ہیں۔ یہاں ایسے تمام مظاہرہ جاتی پروگراموں کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

1.2.1 تقریر

تقریر ایک ایسا فن ہے جس میں مختلف مہارتوں کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔تقریر سے پہلے مقرر کو وہ متن یا مواد تیار کرنا ہوتا ہے جسے اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے۔اگر مقرر کو موضوع کا علم پہلے سے ہے تو وہ اپنے موضوع سے متعلق معلومات جمع کرتا ہے اور انھیں ایک لڑی میں اس طرح پروتا ہے کہ معلومات بکھری ہوئی نہ لگیں بلکہ اس میں موضوع کے اعتبار

سے جامعیت اور معنی خیزی آجائے۔

تقریر کی پیشکش کے لیے عام طور پر دو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ مقرر موضوع سے متعلق پوری تقریر لکھ کر یاد کر لیتا ہے اور پھر اسٹیج پر آ کر اسے پیش کر دیتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے اداکار ڈرامے کے مکالموں کو یاد کر کے انھیں اپنی اداکاری اور تاثرات کے ساتھ اسٹیج پر پیش کرتے ہیں۔ تقریر کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقرر اپنے موضوع سے متعلق کچھ اہم نکات نوٹ کر لیتا ہے اور تقریر کرتے وقت وہ اس صفحے کو اپنے سامنے رکھ لیتا ہے اور ہر نکتے پر اظہار خیال کرتا جاتا ہے اور اپنی تقریر کو دلچسپ اور مؤثر بناتا جاتا ہے۔

لکھ کر یاد کی ہوئی تقریر کی اپنی افادیت ہے اور ابتدا میں یہی طریقہ زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ زمانہ طالب علمی میں بچوں کے پاس موضوع سے متعلق بہت زیادہ تفصیلات نہیں ہوتیں اور یہ اندیشہ بھی ہوتا ہے کہ اظہار کی طرف زیادہ توجہ ہونے کے باعث کچھ نکات ذہن سے محو ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بچوں کو تقریر لکھ کر یاد کرا دی جاتی ہے تاکہ وہ خود اعتمادی کے ساتھ اسے پیش کر سکیں۔

❖ تقریر کی تیاری

تقریر کے دوران خود اعتمادی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ سامنے بیٹھے سامعین کو مخاطب کر کے اپنی بات مؤثر طور پر کہنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مقرر کو اپنی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہو۔ اسے زبان پر قدرت حاصل ہو۔ جن لفظوں کو وہ استعمال کر رہا ہے ان کا صحیح تلفظ اسے معلوم ہو۔ تلفّظ کی صحیح ادائیگی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف حروف جیسے ش، ق، خ، غ اور ٹ، ڈ، ڑ وغیرہ کے صحیح تلفّظ سے واقف ہو اور اس کی زبان ان حروف کی ادائیگی میں دشواری محسوس نہ کرتی ہو۔

تقریر کے ذریعے اظہار کرتے وقت اپنے لب و لہجے پر توجہ دینی ضروری ہے۔ آواز نہ تو بہت زیادہ بلند ہو اور نہ بہت پست۔ زیادہ بلند آواز سامعین کی سماعت پر گراں گزرتی ہے۔ اسی طرح بہت نیچی یا پست آواز کے سبب سامعین تک بات پہنچتی ہی نہیں ہے۔ وہ سمجھ ہی نہیں پاتے کہ مقرر کہنا کیا چاہتا ہے۔ تقریر کرتے وقت کچھ باتیں بہت جوش میں کہی جاتی ہیں جب کہ کچھ باتوں کے لیے جوش غیر ضروری ہوتا ہے۔ مقرر اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اسے کہاں زور دینا ہے اور کہاں دھیما لہجہ اختیار کرنا ہے۔

تقریر کرتے وقت اداکاری کرنا، مثلاً آنکھوں سے اشارے کرنا، یا ہاتھوں کو ضرورت سے بہت زیادہ ہلانا یا اپنے جسم کو بار بار گردش دیتے رہنا مناسب نہیں ہے۔ اظہار کے اس فن کے لیے توازن لازمی ہے۔ ہاتھ ہلائے جائیں گے لیکن ایک خاص حد تک، آنکھوں سے حیرت، خوشی یا جوش کا اظہار کیا جائے گا لیکن اس اظہار میں اداکاری نہ ہو۔ غیر ضروری اظہار کی وجہ سے سامع کی توجہ تقریر کے متن سے ہٹ جاتی ہے اور وہ مقرر کی حرکات و سکنات پر زیر لب مسکرانے لگتا ہے۔ اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ مقرر اپنی جگہ پر بالکل جامد نہ کھڑا ہو۔ ایسا نہ لگے کہ کسی مجسّمے سے ریکارڈ کی ہوئی آواز نشر ہو رہی ہے۔ اسی لیے یاد کی ہوئی یا دیکھ کر پڑھی جانے والی تقریروں کی بہ نسبت وہ

© NCERT not to be republished

تقریریں سامعین پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں جن میں مقرر اپنی معلومات، طرزِ استدلال اور زبان دانی کا اظہار براہ راست کرتا ہے۔ وہ سامعین کو اپنی پُراعتماد تقریر کا ایک ایک لفظ سننے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اچھا مقرر وہ ہے جو سامعین کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ یعنی مقرر اگر چاہتا ہے کہ سامعین اس کی تقریر کے کسی خاص حصّے کو خاموشی سے سنتے رہیں تو سامعین کی جانب سے خاموشی کا اظہار ہوتا ہے اور اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کی تقریر کے کسی حصّے یا جملے پر سامعین داد و تحسین دیں تو سامعین مرضی کے مطابق جوش و خروش کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہیں۔

تقریریں فی البدیہہ بھی ہوتی ہیں جنھیں انگریزی میں Extempore کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی تقریروں میں مقرر کو عین وقت پر کوئی موضوع دیا جاتا ہے۔ جس پر اسے اظہارِ خیال کرنا ہوتا ہے۔ مقرر کو چند منٹ دیے جاتے ہیں تاکہ وہ موضوع کے متعلق اظہار سے قبل اپنے خیالات اور نکات کو یکجا کر لے اور انھیں جامعیت سے پیش کرنے کا لائحہ عمل ذہن میں ترتیب دے لے۔ وقفہ ختم ہوتے ہی مقرر اسٹیج پر موجود ہوتا ہے اور خود اعتمادی کے ساتھ اپنی بات کہتا ہے۔ اس طرح کی تقریروں کے لیے مقرر خود کو تیار کرتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کے اظہار کے لیے مختلف موضوعات کا انتخاب کر کے اظہار کی مشق کرتا رہتا ہے اور اپنی خود اعتمادی میں اضافہ کرتا ہے۔

اس طرح تقریر اسٹیج پر اپنے اظہار کا ایک عمدہ فن ہے۔ ہمارے بہت سے رہنماؤں نے تقریر کے اسی فن سے لوگوں کا دل جیتا ہے۔ اردو کے معروف ادیب مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنی تقریر اور خطابت کے انداز کی وجہ سے بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔

1.2.2 مباحثہ

اپنے خیالات، تجربات اور مشاہدات کے اظہار کا ایک وسیلہ مباحثہ بھی ہے۔ مباحثے میں تقریر ہی کی طرح اسٹیج پر آ کر اپنی بات کہنے کا موقع ملتا ہے۔ البتہ مباحثے کا ایک طے شدہ موضوع ہوتا ہے۔ مباحثے میں حصّہ لینے والے مقرر کو پہلے سے ہی یہ طے کرنا ہوتا ہے کہ وہ موضوع کی موافقت میں بولے گا یا مخالفت میں اپنی بات کہے گا۔ اس کے بعد مقرر اپنی بات کو پُر زور انداز میں دلیلوں کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ سامعین کو اپنی دلیلوں سے قائل کرے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہی صحیح ہے۔ وہ اپنے مخالف کے خیالات کو ردّ بھی کرتا ہے۔ اور ایسے نکات پیش کرتا ہے جن سے دوسرے مقرر کے دلائل کی نفی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی مباحثے میں اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے کہ 'سائنس کی تعلیم ہی کامیابی کی ضمانت ہے' تو موضوع کی موافقت میں تقریر کرنے والا ایسے نکات پیش کرے گا جن سے یہ ثابت ہو کہ صرف سائنس کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا ہی صد فی صد کامیاب ہوتے ہیں۔ آرٹس اور کامرس کے طالب علم سائنس کے طالب علموں کے مقابلے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جب کہ سائنس پڑھنے والوں کو سماج ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے۔ ان کی عزّت اور قدر دانی کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسی موضوع کی مخالفت میں بولنے والا ایسی دلیلیں پیش کرے گا جن سے ثابت ہو کہ آرٹس اور کامرس کے طالب علموں نے مختلف

میدانوں میں بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ وہ اس نکتے کی تردید کردے گا کہ صرف سائنس کے طالب علم ہی کامیاب نہیں ہوتے۔ ممکن ہے مقرر نے اپنی ابتدائی تیاری کے دوران کچھ ایسے اعداد و شمار جمع کر لیے ہوں جن سے ثابت ہو سکے کہ سائنس کے مقابلے آرٹس اور کامرس کے طلبا نے زیادہ کامیابی حاصل کی ہے۔

مباحثے میں اصل بات خود اعتمادی ہے جس کی بدولت مقرر اپنی بات منوا لیتا ہے۔ وہ اپنے مخالف کے رعب میں نہیں آتا اور نہ ہی اس کی کسی دلیل سے مرعوب ہو کر اپنی بات کہنے سے ہچکچاتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ مباحثے میں فیصلوں کی اہمیت نہیں ہوتی۔ اہمیت اظہار کی ہوتی ہے؛ پیشکش کی ہوتی ہے، اہمیت طرزِ بیان کی ہے اور استدلالی قوت کی۔

مباحثوں میں شرکت سے اپنی بات کو پرزور طریقے اور موثر انداز میں کہنے کا سلیقہ آتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں پروان چڑھتی ہیں۔ ہر مقرر کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ منفرد اور انوکھی باتیں کہے جس سے سننے والوں کو یقین ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہی صحیح ہے۔ تقریر ہی کی طرح مباحثے میں بھی تلفظ، ادائیگی اور حرکات و سکنات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ مباحثوں میں اکثر ایسے اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں جو مقرر کی بلند خیالی اور نظر انتخاب کی دلیل ہوتے ہیں۔ ان اشعار سے موضوع کے متعلق نکات کی پیشکش میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی منتخب شعر خاص اسی صورتِ حال کے لیے کہا گیا ہو؟

❖ مباحثے کی تیاری

مباحثے میں شرکت سے پہلے یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ آپ کو موضوع کی موافقت میں تقریر کرنی ہے یا مخالفت میں۔ موافقت یا مخالفت کا انتخاب کرتے وقت اپنے ذہن کو ٹٹولنا ضروری ہے کہ طبعی طور پر آپ کا رجحان کس طرف ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کو کسی مباحثے میں اس موضوع پر تقریر کے لیے حصّہ لینا ہو کہ ''انٹرنیٹ کے بڑھتے ہوئے دائرے نے ہماری معاشرتی قدروں کو نقصان پہنچایا ہے''، تو آپ سب سے پہلے اپنے ذہن کو ٹٹو لیے کہ آپ

اس موضوع سے اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف۔ ممکن ہے کہ آپ خود بہت زیادہ انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوں اور آپ یہ بتا سکیں کہ انٹرنیٹ کا بڑھتا ہوا دائرہ ایک ناگزیر معاشرتی عمل ہے جسے روکا نہیں جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ایسا محسوس ہو کہ انٹرنیٹ نے معاشرتی قدروں کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ نئی معاشرتی قدروں کو جنم دیا ہے۔ اس لیے آپ موضوع کی مخالفت میں تقریر کرنے کا ارادہ کریں۔ جب آپ تھوڑے سے غور و فکر کے بعد موضوع کے بارے میں قطعی فیصلہ کر لیں تو اس کے بعد دلیلوں اور نکات کی جستجو شروع کر دیں تاکہ آپ سامعین کو قائل کر سکیں۔ ایک کاغذ پر نکات لکھ لیں یا پوری تقریر ہی ترتیب دے لیں تاکہ اہم باتوں کو بھولنے کی گنجائش نہ رہ جائے۔ الفاظ کا انتخاب کرتے وقت اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ آپ کے خیالات کی ترسیل ہو سکے۔ باتیں مبہم یا گنجلک نہ ہوں۔ پیچیدہ انداز میں گفتگو کرنے سے اکثر بات بے اثر ہو جاتی ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی بات کو آسان اور سادہ زبان میں پیش کر سکیں۔

1.2.3 مشاعرہ

مشاعرے میں بہت سے شاعر کسی محفل یا اسٹیج پر موجود ہوتے ہیں اور اپنا کلام ایک دوسرے کو یا موجود سامعین کو سناتے ہیں۔ مشاعروں میں غزلیں پڑھی جاتی ہیں اور نظمیں بھی۔ بعض شاعر متفرق اشعار بھی سناتے ہیں۔ سامعین اچھے اشعار پر دل کھول کر داد دیتے ہیں۔ کئی مرتبہ مجمع میں داد و تحسین کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اچھے شعر پر شاعر کو نہ صرف سامعین بلکہ اسٹیج پر موجود شعرا کی جانب سے بھی داد ملتی ہے۔ اکثر اچھے شعر کو بار بار پڑھنے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ جسے 'مکرّر ارشاد' کے مخصوص فقرے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ داد و تحسین کے لیے 'واہ! واہ!'، سبحان اللہ، کیا عمدہ شعر کہا، بہت اچھے، ماشاءاللہ وغیرہ فقروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان دنوں لوگ تالیاں بجا کر بھی داد کا اظہار کرنے لگے ہیں جسے مشاعروں کی تہذیب کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اچھے شعر یا اچھی غزل پر شاعر کو روایتی طریقے سے ہی داد دی جائے۔ اس داد و تحسین سے شاعر کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔ اسے اپنے کلام کے معیار کا علم ہوتا ہے۔

© NCERT not to be republished

مشاعرے ہر سطح کے ہوتے ہیں۔ بعض مشاعروں میں بین الاقوامی شہرت کے حامل شعرا شرکت کرتے ہیں، بعض میں قومی سطح کے شاعر۔ کچھ مشاعروں میں صرف ایک شہر کے شاعروں کو ہی اپنا کلام پیش کرنے کی دعوت دی جاتی ہے اور کچھ مشاعرے تعلیمی اداروں کے طلبا تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ طالب علمی کے دوران نوجوان اپنی شاعری کا آغاز کرتے ہیں اور دیگر طلبا کو اپنے اشعار سنا کران سے داد حاصل کرتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوست احباب مل کر مشاعرے کی ایک نشست کا اہتمام کر لیتے ہیں اور شعر و سخن کی محفل گرم کرتے ہیں۔ اس طرح کے مشاعروں میں طلبا اور اساتذہ سے اصلاح ملتی ہے۔ جس سے اپنی بات کہنے کے فن میں پختگی آتی ہے۔ الفاظ و تراکیب کے استعمال کا ہنر آجاتا ہے۔ وزن اور بحر کی مشق ہو جاتی ہے۔ سب کے سامنے اپنی بات کو شاعرانہ انداز میں ظاہر کرنے سے خود اعتمادی بڑھتی ہے۔ تلفّظ اور لب و لہجہ درست ہو جاتا ہے اور پسندیدہ پیرایۂ بیان اختیار کرنے کی مہارت پیدا ہوتی ہے۔ اردو کے بڑے شاعروں جیسے اقبالؔ، جوشؔ، فیضؔ، اختر الا یمان اور مجازؔ وغیرہ نے زمانۂ طالب علمی سے ہی مشاعروں میں اپنا کلام پیش کرنا شروع کر دیا تھا اور آگے چل کر ان کا شمار بڑے شاعروں میں ہوا۔

❖ مشاعرے کی تیاری

مشاعرہ پڑھنے سے پہلے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا دینا ضروری ہے۔ آپ اپنے ذہن اور دل کو ٹٹولیے کہ دن بھر ایسے کون سے واقعات رونما ہوئے جنھوں نے آپ کو جذباتی طور پر متاثر کیا یا آپ کی نظر میں کوئی ایسی بات آئی یا آپ نے کسی ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جس سے آپ کے احساسات بیدار ہوئے۔ آپ کا جی چاہا کہ ان مشاہدات اور تجربات یا واقعات کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کریں۔ آپ کے دل میں آیا کہ یہ اظہار شعری پیرایے میں ہو۔ یہ اظہار شعر کی صورت میں، نظم کی صورت میں یا غزل کی صورت میں کیا جاسکتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو بھی آمادہ کیجیے کہ وہ اس طرح شعری اظہار کا سلسلہ شروع کریں۔ جب آپ کے پانچ۔ چھے دوست شعر کہنے لگیں تو اپنے تعلیمی ادارے میں مشاعرے کا اہتمام کیجیے جس میں سبھی ساتھی اپنا کلام سنائیں۔ اچھے کلام پر ایک دوسرے کو داد دیجیے اور جہاں کہیں کوئی کمی نظر آئے یا اصلاح کی گنجائش ہو تو اس کی نشاندہی کیجیے۔ اس طرح شعر گوئی کی عادت پختہ ہوتی چلی جائے گی۔ آپ ان مشاعروں میں دوسرے تعلیمی اداروں کے طلبا کو بھی دعوت دے سکتے ہیں۔ اس طرح بین اسکولی مشاعرے کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ اور اسٹیج پر خود اعتمادی سے اپنی بات اپنے مخصوص اندازِ بیان میں پیش کرنے کی صلاحیت پروان چڑھے گی۔

1.2.3.1 تمثیلی مشاعرہ

تمثیلی مشاعرہ عام مشاعرے سے ذرا مختلف ہوتا ہے۔ اس میں طلبا اپنا کلام سنانے کے بجائے مشہور اور معروف شعرا کا کلام سناتے ہیں۔ ہر طالب علم کسی مشہور شاعر کا بھیس اختیار کرتا ہے اور پھر اس شاعر کی مشہور غزلوں یا نظموں کو اسی انداز میں سنانے کی کوشش کرتا ہے جس انداز میں وہ شاعر مشاعرہ پڑھا کرتے تھے۔ تمثیلی مشاعرے کی اسٹیج پیشکش

سے سامعین اور مشہور شعرا کا روپ اختیار کیے ہوئے طلبا سبھی محظوظ ہوتے ہیں۔ مختلف شاعروں کا کردار ادا کرنے والے طالب علموں میں تلفظ، ادائیگی اور پیشکش کی مہارت آجاتی ہے۔ خود اعتمادی کے ساتھ اظہار کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔

❖ **تمثیلی مشاعرے کی تیاری**

تمثیلی مشاعرے کی تیاری کے لیے سب سے پہلے ان شاعروں کا انتخاب کرنا ہوتا ہے جن کے کلام کو اسٹیج پر پیش کیا جانا ہے۔ تعلیمی ادارے کے آٹھ دس طلبا مختلف مشہور و معروف شاعروں کا انتخاب کریں۔ ان کے منتخب کلام کے متعلق ایک دوسرے سے مشورہ کرلیں اور یہ طے کریں کہ کس شاعر کا کون کون سا کلام اسٹیج پر پیش کیا جانا ہے۔ اس کے بعد اس روپ کو اختیار کرنے کے لیے ملبوسات اور میک اپ وغیرہ کا استعمال کریں۔ اسٹیج کو اس دور کی مناسبت سے سجائیں اور پھر ہر طالب علم اپنے مقرر کردہ شاعر کا کلام اسٹیج پر پیش کرے۔

1.2.4 بیت بازی

بیت کے معنی ہیں شعر۔ اس میں شعروں کا مقابلہ ہوتا ہے۔ تین تین یا چار چار طلبا پر مشتمل ٹیمیں اسٹیج پر بیٹھ جاتی ہیں اور پھر پہلی ٹیم کسی مشہور شاعر کا کوئی شعر پڑھتی ہے۔ یہ شعر جس حرف پر ختم ہوتا ہے، اگلی ٹیم کو ایسا شعر پڑھنا ہوتا ہے جس کا آغاز اس حرف سے ہوتا ہو۔ اس طرح ایک کے بعد ایک سبھی ٹیمیں اپنے سے پہلے والی ٹیم کے ہر شعر کے آخری حرف سے شعر پڑھتی جاتی ہیں اور کھیل آگے بڑھتا جاتا ہے۔

بیت بازی میں حصّہ لینے سے شعر پڑھنے کے انداز کی تربیت ہوتی ہے۔ طلبا کو صحیح تلفظ اور درست ادائیگی کے ساتھ شعر پڑھنے کا ہنر آجاتا ہے۔ انھیں بہت سے اشعار یاد ہوجاتے ہیں۔ جنھیں وہ موقع بہ موقع استعمال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اردو کے اشعار میں گہری معنویت پائی جاتی ہے۔ بعض شعر تو ایسے ہوتے ہیں جنھیں اگر صحیح موقع اور وقت پر استعمال کرلیا جائے تو پورے زور اور تاکید کے ساتھ بات کی ترسیل ہوجاتی ہے۔ اس لیے بیت بازی میں حصّہ لینے والے طلبا کے پاس زمانۂ طالب علمی سے ہی اشعار کا ایک وافر ذخیرہ جمع ہونا شروع ہوجاتا ہے جس سے وہ اپنے اظہار کو زیادہ دلچسپ اور قوی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

❖ بیت بازی کی تیاری

بیت بازی کی تیاری کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو شعر و شاعری سے شغف ہو یعنی آپ کو شعر کہنا یا سننا پسند ہو۔ کسی ڈائری یا کاپی میں اپنے پسندیدہ شعر لکھنا شروع کر دیجیے اور انھیں الف بائی ترتیب سے لکھتے اور یاد کرتے رہیے۔ اشعار لکھتے وقت یہ خیال رہے کہ کوئی لفظ ادھر اُدھر نہ ہو، شعر بالکل صحیح متن کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ اس کا صحیح صحیح تلفظ معلوم کر لیا جائے اور پھر پیشکش کا ایسا انداز اختیار کیا جائے جسے سامعین پسند کریں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے اشعار کی ترسیل سامعین تک نہ ہو پائے۔ اس لیے شعر بلند آواز میں اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی عادت ڈالیے۔

اکثر بیت بازی میں موضوعات کو بنیاد بنا کر بھی مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جیسے دل، آنسو، جدائی، زندگی، خوشبو، خودی یا عشق جیسے کسی ایک موضوع پر شعر پڑھنے کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے موضوعات کے تعلق سے بھی کچھ شعر یاد کرنے ضروری ہیں۔

اسی طرح بیت بازی کے کسی راؤنڈ میں ایسے اشعار کا مقابلہ بھی ہوتا ہے، جن میں شاعر کا تخلص آئے۔ ایسے مقابلے کے لیے ضروری ہے کہ کچھ مقطعے بھی ضرور یاد کر لیے جائیں۔

1.2.5 دیگر مظاہرہ جاتی فنون

اسٹیج پر اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے بہت سے مواقع اور وسیلے ملتے ہیں۔ رقص اور موسیقی اظہار کا ایک ایسا ہی وسیلہ ہے جو بے حد مقبول ہے۔ آپ جانتے ہیں اسٹیج پر رقص و موسیقی کے پروگراموں کی پیشکش اکثر بے حد کامیاب ہوتی ہے اور ناظرین بڑی تعداد میں اس کا حصّہ بنتے ہیں۔

موسیقی کے تعلق سے اظہار کا ایک وسیلہ غزل سرائی بھی ہے۔ اچھی آواز والے طلبا غزلوں کو اسٹیج پر گا کر پیش کرتے ہیں۔ اس طرح غزل کا روپ رنگ نکھر کر سامنے آتا ہے۔ اچھی دھن اور مناسب لے و موسیقی کے ساتھ آواز میں پیش کی ہوئی غزل سن کر لوگ سر دھنتے ہیں۔ غزل کے اشعار کے معنی کھل کر سامنے آتے ہیں۔ اس طرح کی پیشکش سے غزل کہنے والا ہی نہیں غزل گانے والا بھی بے حد مقبول ہو جاتا ہے۔ گویا غزل سرائی صلاحیتوں کے اظہار کا ایک عمدہ وسیلہ ہے۔

نظم سرائی بھی ایک ایسا ہی طریقۂ اظہار ہے جس میں کسی شاعر کی نظم گائی جاتی ہے یا مؤثر انداز میں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اکثر نظم پڑھنے والوں کا انداز نظم کو مقبول بنانے میں بہت معاون ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علّامہ اقبال جب اسٹیج پر اپنی نظموں کو پیش کرتے تھے تو لوگ پوری توجہ اور انہماک سے ان کا کلام سنتے تھے اور اقبال اپنے سامعین پر بھرپور تاثر قائم کرنے میں کامیاب ہوتے تھے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ طالب علم ایک گروپ کی شکل میں اسٹیج پر نظمیں پیش کرتے ہیں جو سامعین کے لیے بڑی دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں۔ اکثر کوئی طالب علم انفرادی طور پر نظم سرائی کا عمدہ مظاہرہ کرتا ہے اور سامعین کا دل جیت لیتا ہے۔

طالب علمی کے زمانے میں بچوں کو اسٹیج پر اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے بہت سے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ انھیں پروان چڑھانے اور بچوں میں مہارت بہم پہنچانے سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، حوصلہ بڑھتا ہے اور اظہار کی نئی نئی صورتیں سامنے آتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

باب 2

ڈراما

2.1 تعارف

ڈرامے کے معنی 'کر کے دکھانے' کے ہیں۔ یعنی ڈرامے میں بنیادی چیز حرکت اور عمل ہے۔ ڈرامے میں کرداروں کے جذبات و احساسات اور ان کی ذہنی و فکری کشمکش اور تصادم کو جسمانی حرکات و سکنات، آواز کے اتار چڑھاؤ اور چہرے کے تاثرات کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔ ارسطو نے ڈرامے کو انسانی زندگی کی نقالی کہا ہے۔ یعنی نقل اتارنے کے لیے اپنی آواز، حرکات و سکنات اور چہرے کے تاثرات کو اس شخص کے مانند بنانا ہوتا ہے جس کی نقل اتارنا مقصود ہے۔ اور یہ نقالی اصل سے جتنی قریب ہوگی ناظرین کو اس کے اصل ہونے کا اتنا ہی گمان ہوگا۔

ڈرامے کی تین اہم قسمیں ہیں۔ المیہ، طربیہ اور الم طربیہ۔ المیہ ایسے ڈراموں کو کہا جاتا ہے جس کا خاتمہ غم اور تکلیف پر ہو، طربیہ کے زمرے میں ایسے ڈراموں کو رکھتے ہیں جن کا خاتمہ خوشی کے ماحول میں ہو اور الم طربیہ ڈراموں میں خوشی اور غم کا ملا جلا تاثر ہوتا ہے۔

ڈرامے کے اجزائے ترکیبی میں پلاٹ، کردار، مکالمہ اور زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ادب کی دوسری اصناف میں کردار اور مکالمے کی اتنی اہمیت نہیں جتنی کہ ڈرامے میں ہوتی ہے بلکہ ڈراما کردار اور مکالمے کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا۔ ڈراما ایک ایسی صنف ادب ہے جس میں تخلیق کار کو اپنی بات کہنے کے لیے کرداروں کے مکالموں اور اداکاری کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے ایک لفظ ادا نہیں کر سکتا۔

ڈرامے کی پیش کش کے لیے ایک خاکے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ خاکہ تحریری بھی ہو سکتا ہے اور صلاح مشورے کے بعد بھی تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ اسٹیج، ریڈیو اور ٹی وی ڈرامے کے لیے تو باضابطہ لکھے جا چکے خاکے کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن ڈرامے کی کئی ایسی قسمیں ہیں جس کے لیے تحریری خاکے کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ ڈرامے کی ان قسموں میں سے ایک قسم نکڑ ناٹک ہے۔

2.2 ڈرامے کے اجزائے ترکیبی

❖ پلاٹ

ڈرامے میں واقعات کی ترتیب و تنظیم کو پلاٹ کہتے ہیں۔

ڈراما تیار کرتے وقت پلاٹ کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جنھیں آغاز، تذبذب، کشمکش، تصادم، نقطۂ عروج اور انجام کا نام دیا گیا ہے۔ ڈرامے کا آغاز اس طرح ہو جس سے ناظرین کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی جا سکے۔

© NCERT not to be republished

آغاز کے بعد ڈراما اس طرح اپنی ارتقائی منزل کی جانب گامزن ہو کہ اس میں تذبذب اور کشمکش کا عنصر موجود رہے۔ ڈرامے کا تانا بانا ایسے تیار کیا جاتا ہے کہ اس کا ہر منظر نہ صرف مربوط ہو بلکہ اپنی ارتقائی منزل کا سفر طے کرتے ہوئے کرداروں کے ارتقا کو بھی دکھائے۔ ڈرامے میں جب تک کشمکش رہے گی ناظرین کی دلچسپی قائم رہے گی۔ ڈرامے میں تصادم پیدا ہوگا اور پلاٹ کامیابی سے اپنی منزل کی جانب بڑھتا ہوا محسوس ہوگا۔ کشمکش سے تصادم ہوتا ہے اور شکست و فتح ہوتی ہے، نتیجتاً ڈرامے میں تناؤ کا ماحول بنتا ہے اور پھر ڈراما انجام کی جانب گامزن ہوتا ہے۔ ڈرامے میں کشمکش اور تصادم، دو کرداروں کے درمیان ہو سکتا ہے یا دو متضاد خیالات کے درمیان، اپنے ظاہر و باطن کے درمیان اور دورویّوں کے درمیان۔ اس میں جتنی شدت ہوگی ناظرین اتنے ہی ڈرامے سے منسلک ہوں گے اور ان کی توجہ اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اور یہی ڈرامے کی کامیابی ہے۔

ڈرامے کا پلاٹ تیار کرتے وقت ڈراما نگار اس بات کا خاص خیال رکھتا ہے کہ اس کا زمانہ اتنا پھیلا ہوا نہ ہو کہ اسے کامیابی سے پیش نہ کیا جا سکے۔ چونکہ ڈراما پیش کیا جاتا ہے اس لیے اس کے دورانیے (Duration) کا تعین ہونا ضروری ہے۔ ڈراما نگار کو اس کا خاص خیال رکھتا ہے کہ پلاٹ میں حرکت و عمل کے مواقع ہوں۔

❖ کردار

ڈراما نگار اپنے پلاٹ کو پیش کرنے کے لیے کردار کی تخلیق کرتا ہے۔ وہ اپنی تمام باتیں کرداروں اور ان کے درمیان ہونے والے مکالموں کی مدد سے کہتا ہے۔ کردار تخلیق کرتے وقت ڈراما نگار اس کا خاص خیال رکھتا ہے کہ موضوع کیا ہے۔ اس کا زمانہ اور مقام کیا ہے۔ کردار کی علمی لیاقت، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی حیثیت اور اس کی فکری صلاحیت کیا ہے۔ ایک کردار کا دوسرے کردار سے رشتہ کیا ہے اور ان دونوں کی ذہنی کیفیت کا علم بھی ہونا چاہیے۔ ڈرامے میں کردار کو دیکھنے کے بعد ایسا نہیں لگنا چاہیے کہ وہ جیسا ڈرامے کے شروع میں تھا ویسا ہی ڈراما ختم ہونے پر بھی ہے۔ اس کے اندر بتدریج ارتقا ہو، وہ ذہنی سطح پر ہو یا عملی سطح پر۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھے بغیر نہ تو اچھا اور حقیقت سے قریب تر کردار تخلیق کیا جا سکتا ہے نہ ہی کامیاب ڈراما۔

کردار کو تخلیق کرتے وقت اس کا خاص خیال رکھا جائے کہ وہ سپاٹ، سطحی اور یک رخا نہ ہو۔ جس طرح عام زندگی میں کوئی آدمی مکمل طور پر اچھا یا برا نہیں ہوتا اسی طرح ڈرامے کا کردار بھی اچھا یا برا ہونے کے بجائے موقع اور ماحول کی مناسبت سے اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

❖ مکالمہ

ڈرامے میں مختلف کرداروں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو مکالمہ کہتے ہیں۔

مکالمہ لکھتے وقت پلاٹ اور کردار دونوں کو ذہن میں رکھنا ہوتا ہے۔ مکالمے ایسے ہوں جو پلاٹ کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ کردار کے ارتقا کو بھی ظاہر کریں۔ موقع اور ماحول کی مناسبت سے کردار کے مکالمے لکھے جاتے ہیں۔ مکالمہ نگاری میں چوک ہونے کا مطلب ہے ڈرامے کی ناکامی۔ کیوں کہ ڈراما کو پیش کرنے کے لیے کردار اور مکالمے ہی بنیادی رول ادا کرتے ہیں۔ ڈرامے کا تجزیہ کرتے ہوئے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ڈرامے ناکام

© NCERT not to be republished

اس لیے ہیں کہ اس میں طویل مکالمے ہیں۔ یا یہ اس لیے کامیاب ہیں کہ اس کے مکالمے مختصر ہیں۔ دراصل ڈرامے کی کامیابی یا ناکامی طویل یا مختصر مکالموں کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ مکالمے، کردار، پلاٹ، منظر اور موقع و محل کی مناسبت سے ہیں یا نہیں۔ مکالمے قصے کو انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہیں یا نہیں۔ ایسا محسوس نہ ہو کہ کردار مکالمے کی شکل میں صرف جملے ادا کر رہے ہیں بلکہ ان کے ذریعے فکر و ذہن کی عکاسی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی کردار باتونی ہے تو وہ زیادہ باتیں کرے گا اور خاموش طبع کردار کم بولے گا۔ اس لیے مکالمے کی کامیابی کردار کو مکمل صورت میں پیش کرنے میں ہی مضمر ہے۔

❖ زبان و بیان

ڈرامے میں زبان کا استعمال صرف مکالمے کی پیش کش میں ہی نہیں ہوتا بلکہ اسٹیج پر موجود دیگر لوازمات بھی زبان کا کام کرتے ہیں۔ مثلاً لباس، میک اپ، ساز و سامان، سیٹ، روشنی، موسیقی اور دوسری آوازیں وغیرہ۔ جب ہم اسٹیج ڈراما دیکھنے جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سیٹ لگا ہوا ہے اور وہ سیٹ ڈرامے کے موضوع اور مناظر کی پیش کش کے مطابق ہوتا ہے۔ اس سیٹ کو مختلف اوقات میں طرح طرح کی روشنی کے ذریعے الگ الگ طور سے اجاگر کیا جاتا ہے۔ روشنی کی مدد سے مناظر اور ماحول تیار کرنے میں بہت مدد ملتی ہے اور اور یہ زبان کا بھی کام کرتی ہے۔ مثلاً خوشی کے ماحول میں نیلی روشنی نظر آتی ہے تو غم کے ماحول میں زرد، کسی کردار کے تاثر کو زیادہ نمایاں کرنا ہو تو اس پر خاص طرح کی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اسی طرح لباس سے کردار کے بارے میں اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح کا کردار ہے۔ لباس کے رنگ و ڈیزائن اور پہننے کے طریقے سے پتا چل جاتا ہے کہ کردار کس علاقے کا ہے، اس کی سماجی حیثیت اور تعلیمی لیاقت کیا ہے۔ ڈرامے کی پیش کش کے دوران کرداروں کی خاموشی، ان کے حرکات و سکنات اور چہرے کے مختلف تاثرات زبان کا بہترین کام کرتے ہیں۔

مذکورہ نکات کو ذہن میں رکھنا ڈراما نگار کے لیے لازمی ہے۔ ضروری نہیں کہ ڈراما کے اصولوں کو حتمی طور پر برتنے سے ہی اچھا ڈراما وجود میں آئے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ ڈراما نگار موضوع اور کردار سازی پر مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر اس میں شریک بھی ہو۔ جب پلاٹ کی مناسبت سے کردار اور کردار کی مناسبت سے مکالمے ذہن میں صاف ہو جائیں تو ایک اچھا ڈراما تخلیق ہو سکتا ہے ورنہ مکالمے کی شکل میں لکھی ہوئی تحریر کچھ اور تو ہو سکتی ہے ڈراما نہیں۔

دوسری ادبی اصناف میں تخلیق پڑھنے اور سننے کے ساتھ مکمل ہو جاتی لیکن ڈراما پیش ہونے کے بعد ہی مکمل ہوتا ہے یعنی ناظرین اس کا ایک اہم جز ہیں۔ اس لیے ڈراما پڑھنے اور سننے کے ساتھ ساتھ دیکھنے اور کھیلے جانے کے بعد مکمل صورت اختیار کرتا ہے۔

2.3 اسٹیج ڈرامے کی پیشکش

ڈراما پیش کیے جانے والا فن ہے اس لیے ڈرامے کے خاکے یعنی تحریر شدہ متن کو ہدایت کار، اداکار اور دوسرے تکنیکی فنکاروں کی مدد سے اسٹیج پر پیش کرتا ہے تب یہ مکمل صورت اختیار کرتا ہے۔

ڈراما ایسی صنف ہے جس میں دیگر فنونِ لطیفہ کے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک ڈرامے کو کامیابی کے ساتھ پیش کرنے کے لیے ڈرامے کے خاکے کے ساتھ ساتھ، لباس، سیٹ، پروپرٹیز، میک اپ، روشنی اور موسیقی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ان کو تیار کرنے کے لیے معمار، میک اپ مین، درزی، کاسٹیوم ڈیزائنر، مصور وغیرہ کی مدد لی جاتی ہے۔ ڈرامے میں مصوری، معماری، رقص، موسیقی، گیت اور نغمے کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے اسٹیج ڈرامے میں ہر طرح کے فنکار کی دلچسپی کے مواقع ہوتے ہیں۔

ڈراما خصوصاً اسٹیج ڈراما اور اس کی پیش کش کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کا موضوع کسی زمانے پر محیط ہو وہ پیشکش کے دوران ایسا معلوم ہو کہ یہ سب کچھ اس کے سامنے ہو رہا ہے۔ یعنی ڈرامے کے تمام کردار خواہ ستر ہویں صدی کے کسی واقعے کو بیان کر رہے ہوں یا بیسویں صدی کے، ان کا اندازِ پیشکش یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ سب واقعات اسٹیج پر ناظرین کے سامنے واقع ہو رہے ہیں۔ اس لیے ڈرامہ نگار بھی ڈرامے کے مخصوص عہد کو اپنے پیش نظر رکھتا ہے بالکل اس طرح جیسے وہ خود بھی اسی عہد کا ایک کردار ہو۔ ہدایت کار اداکاروں کو ہدایت دیتے وقت اس دور کو مکمل صورت میں ذہن میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے جس زمانے پر ڈرامے کا پلاٹ مرکوز ہے۔ اس لیے اسٹیج پیشکش سے متعلق ہدایات کو صیغہ حال میں ہی لکھا جاتا ہے۔

ڈراما نگار کے ذہن میں اسٹیج کا نقشہ بالکل صاف ہونا چاہیے کہ وہ کس طرح کے اسٹیج کے لیے لکھ رہا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ ہدایت کار اسٹیج کی وسعت کے پیش نظر اس میں تبدیلی کر سکتا ہے لیکن اگر ڈراما نگار کے ذہن میں اسٹیج اور اس کے لوازمات نہیں ہوں گے تو اس کے کردار میں حرکت و عمل کی گنجائش کم ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ مکالمہ نگاری میں بھی ناکام ثابت ہو۔ کیوں کہ اسٹیج پر کردار حرکت و عمل کے ساتھ مکالمہ ادا کرتا ہے۔ اسٹیج کو ذہن میں رکھ کر لکھنے والے ڈراما نگار یہاں تک خیال رکھتے ہیں کہ یہ مکالمہ کردار بیٹھ کر ادا کر رہا ہے یا کھڑے ہو کر، وہ چلتے ہوئے بول رہا ہے یا لیٹ کر۔ مکالمہ لکھتے وقت اسی مناسبت سے وہ الفاظ کا انتخاب کرتا ہے۔

ڈراما نگار کے ذہن میں یہ بات بھی ہونی چاہیے کہ ڈرامہ پیش کرنے کا دورانیہ ہوتا ہے۔ وہ اتنا ہی طویل ہو، جتنی دیر میں پلاٹ کو چستی اور کامیابی سے پیش کیا جا سکے۔ اتنا طویل نہ ہو کہ اس کے پلاٹ میں جھول پیدا ہو جائے اور ناظرین پر بار محسوس ہو اور اتنا مختصر بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ناظرین کو یہ پتا ہی نہ چلے کہ ڈراما کب شروع ہوا اور کب ختم ہو گیا۔ ہاں اگر ڈراما اپنے آپ میں مکمل ہے اور اس کا دورانیہ پلاٹ کی مناسبت سے ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل ہو اور ناظرین کو یہی احساس ہو تو یہ کامیابی کی علامت ہے۔

اسٹیج ڈرامے کی تحریر کے لیے اس کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے کہ منظر اتنے چھوٹے چھوٹے نہ ہوں کہ اسے جلدی جلدی تبدیل کرنا پڑے۔ ایسے مناظر لکھنا عیب ہے۔ پیش کش کے دوران اس سے نہ صرف اداکاروں اور دوسرے تکنیکی فنکاروں کو دشواری ہوتی ہے بلکہ بار بار منظر تبدیل کرنے میں وقت بھی لگتا ہے اور تاثر بھی جاتا رہتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ڈراما نگار پہلے واقعات و حادثات، ماحول اور منظر کی تیاری کر لے۔ اس کے بعد اس

© NCERT not to be republished

کی ترتیب یعنی آغاز، تذبذب، کشمکش، نقطۂ عروج اور انجام پر غور و خوض کرنے کے بعد خاکے کو حتمی صورت دے۔ ڈراما نگار کو اس کی بھی آگہی ہونی چاہیے کہ وہ جتنے کرداروں پر مبنی ڈراما تخلیق کر رہا ہے اسے اسٹیج پر کامیابی سے پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

2.4 ریڈیو ڈراما

ڈرامے سے مراد کرکے دکھانے کا عمل ہے جب کہ ریڈیو پر کرکے دکھانے کے بجائے صرف آواز کی مدد سے ڈراما پیش کیا جاتا ہے۔ ریڈیو ڈرامے میں عمل کو کردار کے مکالموں اور مختلف آوازوں کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے۔ اسٹیج ڈرامے میں براہ راست کرداروں کو اصلی صورت میں حرکت و عمل کے ساتھ دیکھنے کا موقع ملتا ہے جب کہ ریڈیو ڈرامے کو مکالمے، صوتی اثرات اور موسیقی کے ذریعے ریکارڈ کرنے کے بعد پیش کیا جاتا ہے۔ ریڈیو ڈرامے میں آواز ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ اس لیے ریڈیو کے لیے ڈراما لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس میں اتنے ہی کردار ہوں جس کو پیش کرنے میں اس کی شناخت قائم رہے۔ چونکہ ان کرداروں کو صرف اور صرف آواز کی مدد سے پیش کیا جانا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ مختلف کرداروں کی آوازوں میں نمایاں فرق ہوتا کہ سامعین آواز کے ذریعے کرداروں کو پہچان سکیں۔

اسٹیج ڈرامے میں کردار جب اسٹیج پر آتے ہیں تو اپنی جسامت، لباس، میک اپ اور حرکات و سکنات کے ساتھ نظر آتے ہیں جب کہ ریڈیو کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے۔ اسٹیج ڈرامے میں کرداروں کی شخصیت اور تہذیبی انفرادیت دکھائی دیتی ہے جب کہ ریڈیو میں اس کا احساس کرداروں کے مکالموں کی مدد سے کرایا جاتا ہے۔ ریڈیو ڈراما نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکالمہ نگاری پر خاص توجہ دے اور ایسے کردار خلق کرے جن کی زبان اور ادائیگی میں فرق ہو تاکہ ان کی شناخت آسانی کے ساتھ کی جاسکے۔ اسٹیج ڈرامے پر صرف حرکات و سکنات اور تاثرات سے بہت ساری باتیں کی جاسکتی ہیں بلکہ پورا پورا کردار پیش کیا جاسکتا ہے لیکن ریڈیو ڈرامے کے ذریعے ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہاں آواز کا ہونا لازمی ہے۔ اگر کوئی گونگا کردار بھی ہوگا تو اس کی آواز کو ضرور پیش کیا جائے گا۔ کردار کے تعارف کے لیے بھی ایک کردار اس کا تعارف کراتا ہے اور پھر وہ کردار اپنا مکالمہ ادا کرتا ہے۔

ریڈیو ڈرامے میں اداکار کی آواز اور مکالموں کے ساتھ ساتھ دوسری آوازوں اور موسیقی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے ڈرامے کو بہتر طور پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سامعین کی دلچسپی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سامعین ان آوازوں اور موسیقی کی مدد سے پیش کیے جانے والے مناظر کو تصور کی آنکھ سے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ گویا وہ نہ صرف ڈراما سن رہے ہیں بلکہ اپنے تصور کی آنکھ سے اسے دیکھ بھی رہے ہیں۔ مثال کے طور پر رات کا منظر پیش کرنے کے لیے سناٹے میں جھینگر کے بولنے کی آواز، برسات کے منظر کو پیش کرنے کے لیے بارش کی آواز اور منظر کی مناسبت سے اس میں مینڈک کی آواز کا شامل کرنا، کسی زخمی شخص کو اسپتال لے جانے کے منظر میں ایمبولنس کے چلنے کے ساتھ ساتھ اس کے سائرن کی آواز، بازار کا شور وغل، یا کسی بھاری بھرکم آدمی کے چلنے کے منظر میں قدم کی آواز

وغیرہ کو پیش کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح موسیقی کے استعمال سے ڈرامے کی فضا، حالات اور کردار کے جذبات و احساسات سے سامعین کو واقف کرانے میں مدد ملتی ہے۔ ریڈیو ڈراما سننے سے سوچنے کی صلاحیت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔اس لیے ریڈیو ڈراما نگاروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مختلف آوازوں کا فنکارانہ استعمال کریں۔

❖ ریڈیو ڈراما کی تیاری

ریڈیو ڈرامے میں کردار اپنی جسامت، لباس، میک اپ اور حرکات وسکنات کے بجائے اپنی آواز کے ذریعے پہچانا جاتا ہے اس لیے اس کی پیش کش کے لیے آواز رکارڈ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے کہ اداکار کردار کی مناسبت سے مختلف آواز کا مالک ہو۔ ریڈیو ڈرامے میں کرداروں کی شخصیت اور تہذیبی انفرادیت دکھائی دینے کے بجائے اس کا احساس کرداروں کے مکالموں سے ہوتا ہے۔اس لیے ریڈیو ڈراما کی تیاری سے لے کر اس کی پیش کش کے دوران تمام کرداروں کی آواز پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ کردار ایسے خلق کیے جائیں جن کے مکالموں کی زبان اور مکالمے کی ادائیگی میں فرق ہوتا کہ کرداروں کی شناخت بہ آسانی کی جاسکے۔ ریڈیو ڈرامے میں اکثر ایک کردار دوسرے کا تعارف کراتا ہے یا کرداروں کے تعارف کے لیے ایک خاص کردار مخصوص ہوتا ہے تا کہ سامعین کرداروں کی شناخت کرسکے۔

ریڈیو ڈرامے کو دلچسپ بنانے کی غرض سے اس میں اداکار کی آواز اور مکالموں کے ساتھ ساتھ دوسری آوازوں اور موسیقی کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔اس سے ڈرامے کو بہتر طور پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سامعین کی دلچسپی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اس سے سامعین کو ان آوازوں اور موسیقی کی مدد سے پیش کیے جانے والے مناظر کو تصور کی آنکھ سے دیکھنے میں مدد ملے گی اور انھیں ایسا لگے گا کہ وہ نہ صرف ڈراما سن رہے ہیں بلکہ اپنے تصور کی آنکھ سے اسے دیکھ بھی رہے ہیں۔اسی طرح موسیقی کے استعمال سے ڈرامے کی فضا، حالات اور کردار کے جذبات و احساسات سے سامعین کو واقف کرانے میں مدد ملے گی۔

2.5 ٹیلی ویژن ڈراما

ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے ڈرامے کو ٹیلی ڈرامے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ریڈیو ڈرامے سے مختلف ہوتا ہے لیکن اسٹیج ڈرامے کی بہت سی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔اسٹیج اور ٹیلی ڈرامے میں فرق یہ ہے کہ اسٹیج کی مختلف شکل ہوسکتی ہے لیکن ٹیلی ڈرامے میں ایک ہی طرح کے اسٹیج کو پلاٹ کی مناسبت سے تیار کیا جاتا ہے۔اسٹیج ڈرامے میں مختلف سمت سے ناظرین ڈراما دیکھ سکتے ہیں جب کہ ٹیلی ویژن ایک ہی سمت سے دیکھا جاسکتا ہے۔ٹی وی پر دوسرے تفریحی پروگرام بھی قسطوں میں دکھائے جاتے ہیں جب کہ ڈراما اکثر ایک یا دو ہی قسط میں دکھایا جاتا ہے۔

ٹیلی ڈرامے کا دورانیہ بھی طے شدہ ہوتا ہے۔اکثر یہ آدھے گھنٹے پر مشتمل ہوتا ہے۔اگر طویل ہوتو اسے آدھے آدھے گھنٹے کی دو قسطوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔یہ دوسرے تفریحی پروگرام سے اس صورت میں بھی مختلف ہے کہ اس کی فلم بندی کرتے ہوئے باہر کے مناظر کو شامل نہیں کیا جاتا ہے۔

ٹیلی ڈراما نگار کو ڈرامے کے فنّی لوازمات کے ساتھ ساتھ کیمرے کی خوبی اور اس کی حد کا علم بھی ہونا چاہیے۔ اسٹیج ڈرامے میں ایک ساتھ ایک سے زیادہ مناظر کو بھی پیش کیا جاسکتا لیکن ٹی وی ڈرامے میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ہاں اسے یہ سہولت میسر ہے کہ وہ ماحول اور مکالمے کی مناسبت سے کسی اداکار کو بالکل قریب سے دکھا سکتا ہے اور اس کے ہلکے سے ہلکے تاثرات کو کیمرے میں قید کیا جاسکتا ہے۔ ٹی وی ڈرامے کے ناظرین کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے کہ اسٹیج پر موجود ایک سے زائد اداکاروں میں سے جسے چاہے دیکھے جسے چاہے نہ دیکھے۔ ٹیلی ڈرامے کو چونکہ کیمرہ بند کیا جاتا ہے اس لیے اسے چھوٹے چھوٹے مناظر میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔ اگر طویل منظر ہوتا ہے تو اسے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے بعد ہی کیمرہ بند کیا جاتا ہے۔ اسٹیج ڈراما چونکہ راست طور پر پیش کیا جاتا ہے اس لیے اس کی ہر پیش کش نئی ہوتی ہے۔ اکثر اس کی ہر پیش کش میں کوئی جز کم یا زیادہ ہو جاتا ہے یا تاثر مختلف ہوسکتا ہے۔ اس کے برخلاف ریڈیو اور ٹیلی ڈرامے کو پہلے ریکارڈ اور کیمرہ بند کیا جاتا ہے، اس کے بعد اس کی ایڈیٹنگ کی جاتی ہے اور پھر اس میں مختلف آوازوں اور موسیقی کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی نشر یا ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے۔ یہ ڈرامے ایک بار جس صورت میں نشر یا ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں، بار بار اسی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اس میں اگر کوئی کمی یا خامی رہ گئی ہو تو اسے دور کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلی ڈرامے کی اسکرپٹ تکنیکی ہوتی ہے اور اس کے اشارے اسکرپٹ میں درج کردیے جاتے ہیں۔

❖ ٹیلی ویژن ڈرامے کی تیاری

ٹیلی ڈرامے کی تیاری اور اس کی پیش کش میں دوسرے لوازمات کے ساتھ ساتھ کیمرے کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ چوں کہ اسے فلم بند کیا جاتا ہے اس لیے اس کی پیش کش کی تیاری کرنے والوں میں سے کسی ایک کو کیمرے کے استعمال اور اس کی تکنیکی جانکاری ضرور ہونی چاہیے۔ کیمرے کی آنکھ کو ناظرین کی نگاہوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے ڈرامے کو کیمرہ بند کرتے وقت یہ خیال رکھا جانا چاہیے کہ منظر اتنا طویل نہ ہو کہ لوگوں کے ذہن پر بار محسوس ہو اور اتنا چھوٹا بھی نہ ہو کہ وہ تاثر ہی قائم نہ کرپائے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسٹیج ڈرامے کو کیمرہ بند کرکے ٹیلی ویژن پر دکھایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن ڈرامے میں یہ سہولت ہوتی ہے کہ وہ ماحول اور مکالمے کی مناسبت سے کسی اداکار کو بالکل قریب یا دور سے دکھایا جاسکتا ہے اور اس کے ہلکے سے ہلکے تاثر کو کیمرے میں قید کیا جاسکتا ہے اور اس کا تاثر بھی بہتر ہوتا ہے اس لیے ڈرامے کو کیمرہ بند کرتے وقت اس کا خیال ضرور رکھا جانا چاہیے۔ ٹیلی ڈرامے کو کیمرہ بند کرنے کے بعد اس کی ایڈیٹنگ کی جاتی ہے اور پھر اس میں مختلف آوازوں اور موسیقی کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی نشر یا ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے۔ اور یہ ڈرامے ایک بار جس صورت میں نشر یا ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں بار بار اسی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں اس لیے اس میں کوئی کمی یا خامی نہیں رہنی چاہیے۔ اس میں اگر کوئی کمی یا خامی رہ جاتی ہے تو اسے پیش کرنے کے بعد دور کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

© NCERT not to be republished

2.6 نکّڑ ناٹک

ہندوستان میں لوک ڈرامے کی روایت بہت پرانی ہے۔ لوک ناٹک کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مقامی، تہذیبی، ثقافتی اور سیاسی حالات کو مقامی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے لوک ناٹک کی روایت ملتی ہے۔ لوک ڈراموں میں اپنی بات کہنے کی پوری آزادی ہوتی ہے۔ ابتدائی زمانے میں اس میں بھی مذہبی رسومات کی عکاسی کی روایت تھی لیکن بعد میں اس کا اثر کم ہوتا گیا۔ شمالی ہند کے مقبول لوک ڈراموں میں نقل، راس لیلا، رام لیلا، کرشن لیلا، نوٹنکی، جاترا وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں۔ انھیں لوک ڈراموں سے متاثر ہوکر ڈرامے کی قسم کے طور پر نکڑ ناٹک سامنے آیا۔

نکڑ ناٹک کو احتجاج کا پراثر ذریعہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا بھی احتجاج کے طور پر ہوئی۔ نکڑ ناٹک کی پہلی پیش کش روسی انقلاب کے زمانے میں ولادمائر مایاکووسکی کی نظم 'مسٹری بفے' پیش کرنے سے ہوئی۔ ہندوستان میں 'دی ریڈ پلیرس' نے 'میرٹھ' کے نام سے پہلا نکڑ ناٹک کھیلا۔ اس کے بعد جنگ آزادی میں نکّڑ ناٹکوں نے سرگرم حصہ لیا۔ اس کو پورے ہندوستان میں مقبول کرنے میں IPTA (Indian Peoples Theatre Association) نے اہم کارنامہ انجام دیا۔ 1942 میں اپٹا کا قیام عمل میں آیا اور اس کے بعد پورے ہندوستان میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ آج بھی کم و بیش تمام علاقوں میں اس کی مختلف شاخیں مختلف ناموں سے اپنا کام کر رہی ہیں۔

نکڑ ناٹک ایسا ذریعہ اظہار ہے جس کے ذریعے عوام کی باتیں عوام کے درمیان جا کر پیش کی جاتی ہیں۔ اس کی پیش کش کے لیے نہ تو بنا بنایا اسٹیج چاہیے اور نہ ہی ڈرامے کے دوسرے لوازمات۔ اس کے لیے دو چار فعال افراد کا ہم خیال ہونا کافی ہے۔ اس کے لیے بہت ساز و سامان اور مخصوص لباس کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ جو جس لباس میں ہے ویسے ہی عوام کے درمیان جا کر ڈھول یا کنستر بجا کر لوگوں کو کسی چوک چوراہے پر یا نکڑ پر یکجا کرتے ہیں اور مجمع ہونے کے بعد اپنا ڈراما شروع کر دیتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

نکڑ ناٹک کی اسکرپٹ معینہ نہیں ہوتی ہے بلکہ اسے زیادہ تر Improvise کیا جاتا ہے۔ موقع ومحل کے مطابق ترمیم وتبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکڑ ناٹک کی اسکرپٹ شائع شدہ شکل میں کم ہی ملتی ہے۔ نکڑ ناٹک میں سماجی، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی یا کسی ہنگامی موضوع پر تبادلہ خیال کے بعد بروقت تیار کیا جاتا ہے اور پھر اسے اسی شکل میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس کی پیش کش کے بعد ناظرین سے گفتگو کی جاتی ہے اور ناٹک میں شامل مواد پر تبادلہ خیال کرنے کے بعد اس کی آئندہ پیش کش میں ترمیم واضافہ کر لیا جاتا ہے۔ گویا اکثر نکڑ ناٹک کی ایک پیش کش سے دوسری پیش کش میں خاصی تبدیلی آجاتی ہے۔ کیوں کہ اس کا مقصد عوام کے مسئلے سے عوام کو بیدار کر کے رائے عامہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔

❖ نکڑ ناٹک کی تیاری

نکڑ ناٹک اکثر ہنگامی حالات میں یا ہنگامی موضوع پر پیش کیے جاتے ہیں اس لیے اس کی پیش کش کی تیاری کے لیے اتنے ساز وسامان اور وقت کی ضرورت نہیں ہوتی جتنا دوسرے ڈراموں کے لیے ضروری ہے۔ اکثر نکڑ ناٹک میں یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کی ایک پیش کش سے دوسری پیش کش کے مواد میں کمی بیشی بھی کی جاتی ہے اور بعض اوقات اس کی زبان بھی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے نکڑ ناٹک کرنے والے فن کاروں کو اس کے لیے ہر وقت ذہنی اور فکری طور پر تیار رہنا چاہیے کہ کبھی بھی کچھ بھی تبدیل کرنا پڑ سکتا ہے اور کبھی کبھی تو دوران پیش کش بھی کچھ بدلنا پڑتا ہے۔ چوں کہ اکثر نکڑ ناٹک کی پیش کش کے بعد ناظرین سے بات چیت کی جاتی ہے اور ان کی رائے اور تاثرات کے مطابق اسی ناٹک کی دوسری پیش کش میں ترمیم واضافہ کرنا پڑتا ہے، اس لیے ناظرین کے رائے یہاں اہمیت رکھتی ہے۔ اسے پیش کرنے کے لیے معمول کے لباس اور بہت تھوڑے سامان کافی ہیں۔ نکڑ ناٹک کی پیش کش کے لیے جوش وجذبے کی زیادہ اہمیت ہے بجائے اس کے کہ اسے فن اور اس کے لوازمات پر مہارت ہو۔ نکڑ ناٹک میں اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی اداکار ایک سے زیادہ کردار ادا کرتا ہے اور اس کی تیاری وہ ناظرین کے سامنے ہی کرتا ہے۔ اکثر نکڑ ناٹک کی پیش کش میں ناظرین چاروں طرف بیٹھے یا کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ اداکار سے بہت قریب ہوتے ہیں اس لیے اداکار کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اداکاری کرتے وقت اس طرح خود کو پیش کرے کہ اسے زیادہ سے زیادہ ناظرین دیکھ اور سن سکیں۔ نکڑ ناٹک کھلی جگہوں پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے اداکاروں کو زیادہ تیز آواز میں مکالمہ ادا کرنا چاہیے۔ نکڑ ناٹک تیار کرنے والوں کو اپنی تاریخ کے ساتھ ساتھ اپنے آس پاس اور سماجی، سیاسی، تہذیبی اور ثقافتی پہلو پر نظر رکھنی چاہیے۔

2.7 مونو ایکٹنگ

مونو ایکٹنگ کے ڈراما نگار، ہدایت کار اور اداکار اکثر ایک ہی ہوتے ہیں۔ اسے ہم ایک اداکار کے ذریعے پیش کیا جانے والا ڈراما بھی کہہ سکتے ہیں۔ اکثر اسکول وکالج میں اس کے مقابلے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ایسے مونو ایکٹ کی مدت عموماً پانچ منٹ کی ہوتی ہے۔ اب اسے مکمل فن کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور اس کی مدت ایک سے ڈیڑھ گھنٹے

© NCERT not to be republished

کی بھی ہو سکتی ہے۔ ایسے ڈرامے کو سولو پرفارمنس یا سولو ڈراما کہا جاتا ہے۔ مونو ایکٹ میں ایک ہی اداکار کئی کردار ادا کرتا ہے۔

مونو ایکٹنگ کے لیے دو طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ اول پہلے سے موضوع دے دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس پر تین یا پانچ منٹ کا مونو ایکٹ تیار کر کے پیش کریں۔ طالب علم اس موضوع پر اپنے اساتذہ یا بزرگوں سے مشورہ کرنے کے بعد اسے ایک پلاٹ کی شکل دے کر مناظر میں تقسیم کرنے کے بعد باضابطہ مشق کرتے ہیں اور پھر مقررہ دن اور وقت پر پیش کر دیتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مقابلے کے وقت ہی موضوع دیا جاتا ہے اور اس کی تیاری کے لیے دس پندرہ منٹ دینے کے بعد اسے پیش کرنے کو کہا جاتا ہے۔ پہلی صورت میں باضابطہ خاکہ تیار کر کے مونو ایکٹ لکھا جا سکتا ہے اور اس میں لکھنے اور کرنے والا شخص مختلف ہو سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں چونکہ وقت بہت کم ہوتا تو اداکار خود دیے گئے موضوع پر سوچتا ہے، اس کا خاکہ تیار کرتا ہے، پھر اسے مناظر میں تقسیم کر کے اکثر براہ راست اسٹیج پر پیش کرتا ہے۔

مونو ایکٹنگ میں تیاری کا موقع کم ملتا ہے اور اس میں ایک ہی اداکار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا خاکہ تیار کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں بہت زیادہ کرداروں کی پیش کش نہ ہو۔ زیادہ کردار ہونے کی صورت میں نہ صرف اداکار بلکہ ناظرین بھی اس میں تفریق کرنے میں دشواری محسوس کریں گے۔

مونو ایکٹ عموماً مقابلے کے لیے پیش کیا جاتا ہے اس لیے اس کے اصول واضح کر دیے جاتے ہیں تاکہ تیار اور پیش کرنے والوں کو بھی سہولت ہو۔ اس میں وقت کی قید، موضوع کا سماجی اور تہذیبی نوعیت کا ہونا اور نازیبا موضوع اور حرکات وسکنات سے پرہیز شامل ہے۔ اسے پراثر اور کامیابی سے پیش کرنے کی غرض سے مونو ایکٹ کے اداکار اپنی آواز کے اتار چڑھاؤ، کردار میں واضح فرق، کردار کی مناسبت سے جسم کے حرکات وسکنات اور چہرے کے تاثرات کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اداکار کے اندر فن کی سمجھ اور اس کا تجربہ ہونا لازمی ہے۔

مونو ایکٹ کا پلاٹ تیار کرتے وقت اکثر طنز و مزاح کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے کم مدت میں تفریح کا ذریعہ مانا جاتا ہے اور جج صاحبان کو متاثر کرنا بھی مقصد ہوتا ہے۔ لیکن اس کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے کہ اس میں فحش کلامی یا حرکات وسکنات سے کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ مونو ایکٹ میں اداکار کو پوری آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے طور پر پلاٹ کو پیش کرے۔ اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہوتا۔ یہ سہولت گروپ میں حاصل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ مونو ایکٹنگ نہ صرف بچوں میں مقبول ہے بلکہ اسے بڑے لوگ بھی پسند کرتے ہیں۔

2.8 مائم

مائم مونو ایکٹ کی خاموش شکل ہے۔ جس طرح مونو ایکٹ میں ایک ہی اداکار ایک سے زیادہ کردار ادا کرتے ہیں ویسے ہی مائم میں ایک ہی اداکار بغیر مکالمہ ادا کیے اپنے جسم کے حرکات وسکنات اور چہرے کے تاثرات کے ذریعے ایک سے زیادہ کردار کو پیش کرتا ہے۔ اس طرح اس کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مائم ایک ایسی ڈرامائی

© NCERT not to be republished

پیش کش ہے جسے آواز کے بغیر جسم کے حرکات وسکنات اور چہرے کے تاثرات کے ذریعے پیش کیا جائے۔

مائم کی ابتدا قدیم مصر میں ہوئی۔ اس زمانے میں ایک اداکار چہرے پر ماسک لگا کر رقص کی شکل میں ایک سے زائد کردار کی اداکاری کرتا تھا۔ ابتدائی زمانے میں ایک ہی اداکار اسے پیش کرتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس میں ایک سے زائد اداکار شامل ہونے لگے اور اب اسے ایک اداکار سے لے کر گروپ کے ذریعے بھی پیش کیا جاتا ہے۔

مائم کو مکمل فن کی شکل دینے میں فرانس کے Marcel Maceau نے اہم کردار ادا کیا۔ اسے بچپن سے نقالی کا شوق تھا اور وہ لوگوں کی نقل اتارا کرتا تھا۔ اس سے نہ صرف وہ مقبول ہوا بلکہ مائم کو بھی باضابطہ فن کی صورت میں مقبولیت ملی۔ Marcel نے 1948 میں ایک مائم اسکول قائم کر کے اور باضابطہ تربیت دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے اسے Art of Silence کا نام دیا۔ انھوں نے کم و بیش ساٹھ برس تک اس فن کی خدمت کی اور اسے پوری دنیا میں اہمیت دلائی۔ انھوں نے ہی ماسک کی جگہ چہرے کو سفید رنگ سے میک اپ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

ہم سب چارلی چپلین سے بخوبی واقف ہیں۔ انھوں نے اسی فن کو جلا بخشتے ہوئے نہ صرف اسے پیش کیا بلکہ اس کی فلم بندی کر کے اسے پوری دنیا میں عام کیا۔ چپلین نے لندن میں بچوں کے گروپ کے ساتھ بھی کام کیا اور ان کی تربیت کی۔ ان کی فلموں کا کردار The Tramp مائم پر ہی مبنی ہے۔ ان کی فلم City Light اور Modern Time سے کون واقف نہیں۔ ان فلموں نے انقلاب لانے کا کام کیا اور مائم کے فن کو وہ بلندی ادا کی جس کی تمنا مائم کا ہر فنکار کرتا ہے۔ ہندوستان میں مائم پر مبنی فلم ''پشپک'' اس کی بہترین مثال ہے۔

© NCERT not to be republished